Fikr-o-Nasar (Islamabad) 14:3-4 (1976) © rasailojaraid.com

رسولِ اکرم کا آخری حج

غلام رسول مہر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا آخری بڑا واقعہ حجۃ الوداع ہے۔ حج فرض ہونے کے بعد یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اور آخری حج تھا اسی موقع پر دین کی تکمیل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ اور عرفات میں خطبات ارشاد فرمائے ان میں اسلامی تعلیمات کے متعلق بعض نہایت اہم بنیادی امور کا ذکر تھا۔ سب سے آخر میں یہ کہ حضور صلعم جس فرضِ نبوت کی بجا آوری کے لیے مبعوث ہوئے تھے وہ ہر لحاظ سے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا تھا۔ رسالت کا اصل مقصد پورا ہو چکا تھا یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبات میں جو کچھ ارشاد فرمایا اس نے طبعاً وصایا کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حجۃ الوداع کو سیرتِ طیبہ میں خاص اہمیت حاصل ہے۔

حج ہجرت کے نویں سال فرض ہوا تھا۔ اسی سال حضور صلعم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج بنا کر مکہ معظمہ بھیج دیا۔ پھر سورۂ برأت کی چالیس آیتیں نازل ہوئیں تو حضرت علیؓ کو یہ آیتیں دے کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ فرمایا تاکہ حج کے موقع پر یہ سب کو سنا دی جائیں۔

حضور صلعم کا عزمِ حج

ہجرت کے دسویں سال ذی قعدہ کے مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حج کا ارادہ فرمایا۔ یہ خبر مشہور ہوئی تو ہزاروں مسلمان بے تابانہ شرفِ معیت حاصل کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۲۶ ذوالقعدہ ۱۰ھ (۲۳ اپریل ۶۳۲ء) کو ہفتے کے روز مدینہ منورہ سے چلے اور ذوالحلیفہ میں قیام کیا جو اہلِ مدینہ کے لیے میقات ہے اور تقریباً [illegible] کے فاصلے پر ہے۔ اب اس مقام کو "آبارِ علی" کہتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۷ ذی قعدہ کو قافلۂ نبوی ذوالحلیفہ سے چلا اور ان الفاظ میں تلبیہ شروع ہوا۔

لبیک لبیک اللّٰھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لک لاشریک لک	ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں، اے خدا تیرے سامنے حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں۔ ہم حاضر ہیں، ہر ستائش صرف تیرے لیے ہے اور ہر نعمت تیری ہے سلطنت بھی تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

مرقع کا راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھا جہاں تک بصارت مساعدت کرتی تھی آدمیوں ہی کا جنگل نظر آتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے لبیک کی صدا بلند ہوتی تو ہر طرف سے اس کی آواز بازگشت آتی اور گرد کے میدان اور پہاڑ گونج اٹھتے۔

اس واقعہ پر چودہ سو سال گذر چکے ہیں اور ہمارے تمام دینی اعمال کی حیثیت اب بڑی حد تک رسمی سی رہ گئی ہے مگر آج بھی یہ رسم حج میں مکہ معظمہ کی مقدس فضا کے اندر اور اس متبرک مقام کے تمام راستوں پر عازمینِ حج کا تلبیہ سن کر ہر انسان خدا پرستی کا ایک نادیدہ پیکر بن جاتا ہے جن خوش نصیبوں نے ۲۷ ذیقعد ۱۰ھ کو خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قیادت کم و بیش ایک لاکھ اہلِ حق کے تلبیہ کا منظر دیکھا ہوگا، کون کہہ سکتا ہے کہ ان کے دلوں اور روحوں کا نقشہ کیا ہوگا۔

تلبیہ کی معنوی حیثیت

پھر تلبیہ کی معنوی حیثیت پر غور فرمائیے۔ اس کی مرکزی روح توحید ہے، جو دینِ حق کی روحِ حیات ہے۔ اس کے حرف حرف میں عبودیت و بندگی، عجز و نیاز، بارگاہِ باری تعالےٰ میں حاضری کے ذوق و شوق و شیفتگی کے ایمان پرور محسوسات بے تاب و مضطرب نظر آتے ہیں۔ ساتھ ہی موقع اور محل کا تصور فرمائیے کائناتِ انسانیت کا مقدس ترین وجود تئیس سال میں فرضِ نبوت کو بوجہ احسن منزلِ تکمیل پر پہنچا چکا تھا۔ اس کی تعلیمات حقہ کے ثمرات حسنہ ہر طرف نگاہوں کو مکشش اور قلوب کو ایمان کی دولت سے مالا مال کر رہے تھے اور خدائے واحد کے روبرو دیدہ سر افگندگی و دلدادگی کا عشق اس درجہ کمال پر پہنچا ہوا تھا کہ معلوم ہو رہا تھا ایک ایک فرد کے بدن کا رُواں رُواں شکر و سپاس میں سراپا حمد و ستائش بنا ہوا اس کے آگے سجدہ ریزی کی بے تابیوں کا مرجع و محور ہے۔ [illegible] انسانیت کے لیے اس زندگی اور آئندہ زندگی میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واحد وسیلہ فوز و فلاح ہے، مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ جو اس پیروی سے سعادت اندوز نہ ہوں گے۔ ان کے لیے دونوں جہانوں میں امن و سلام کی اُمید خیالِ خام ہوگی۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ

۲۷ ذیقعدہ ۱۰ھ کو ذوالحلیفہ سے روانہ ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منزل بہ منزل ۳ ذوالحجہ ۱۰ھ (یکم مارچ ۶۳۲ء) سَرِف پہنچے جہاں ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مکان تھا اور یہیں ان کا مزار بنا۔ ۴ ذوالحجہ (۲ مارچ ۶۳۲ء) کو اتوار کے دن صبح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہو کر مقامِ ابراہیم میں دوگانہ ادا کیا پھر سعی کے لیے کوہ صفا پہنچے۔ وہاں سے کعبہ نظر آیا تو فرمایا۔

لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وحدہٗ لا شریکَ لَہٗ لَہُ الملکُ وَلَہُ الحمدُ یحیی ویمیت وھو علیٰ کلِّ شیءٍ قدیر۔ لا الٰہ اِلَّا اللّٰہ وحدہٗ انجز وعدہٗ ونصر عبدہٗ وھزم الاحزاب وحدہٗ۔

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں، سلطنت اسی کی ہے اور ستائش بھی اسی کو زیبا ہے؛ وہی جلاتا اور مارتا ہے اور وہ سب چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اکیلے تمام گروہوں کو شکست دے دی۔

ایک ارشاد کی توضیح

وعدے کے ایفاء، اپنے بندے کی امداد اور اکیلے تمام گروہوں کی شکست پر عرب کے زمین و آسماں، زبانِ حال سے شہادت دے رہے تھے۔ تیئیس سال پیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تنہا تھے۔ پھر آپ کی دعوت پر ایک ایک دو دو آدمی ساتھ ملتے گئے۔ اس مقدس گروہ نے تیرہ سال تک مکہ مکرمہ میں ایسی خوفناک اذیتیں برداشت کیں، جن کا تصور بھی جسموں پر لرزہ طاری کر دیتا ہے پھر سب کو وطن چھوڑنا پڑا۔ اس کے باوجود مخالفوں نے انہیں دکھ دینے اور تباہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ رزم و پیکار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی ہر قوت اس مقدس ترین وجود اور اس کے جاں نثار ساتھیوں کے خلاف بے دریغ استعمال کی گئی۔ آخر ہر قوت ناکام و نامراد ہو کر اسی راستے پر گامزن ہو گئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آغاز نبوت میں پیش کیا تھا۔ کیا یہ اس حقیقت کا زندہ ثبوت نہ تھا کہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے مقدس ترین بندے کی امداد فرمائی اور تنہا تمام گروہوں کو شکست دی۔

کیفیتِ حج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ (۶ مارچ ۶۳۲ء) کو جمعرات کے دن تمام مسلمانوں کے ساتھ منیٰ میں قیام فرمایا۔ نویں تاریخ (۷ مارچ) کو جمعہ کے دن صبح کی نماز ادا کر کے عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ عرفات کے کنارے پر ایک مقام نمرہ ہے جہاں ایک خیمے میں آپ نے قیام فرمایا۔ دوپہر ڈھل گئی، تو ناقہ قصواء پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے اور سواری ہی کی حالت میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ ظہر و عصر کی نماز ادا کر کے پھر میدان میں دیر تک قبلہ رو ہو کر مصروف دعا رہے۔ سورج ڈوبنے لگا تو عرفات سے چلے، رات مزدلفہ (مشعر الحرام) میں گذری اور دسویں ذی الحجہ (۸ مارچ) کو منیٰ میں پہنچ گئے۔ ایامِ تشریق منیٰ میں گذرے البتہ دسویں تاریخ کو قربانی کے بعد مکہ معظمہ جا کر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ ۱۳ ذی الحجہ کو بعد زوال منیٰ سے اٹھے اور خیف بنی کنانہ میں مقام کیا۔ رات کے پچھلے پہر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور بعدہٗ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔

حضور صلعم کے خطبات

یہ حجۃ الوداع کا سرسری خاکہ ہے جس میں تفصیلات نہیں دی گئیں۔ میرا اصل مقصود یہ ہے کہ خطبات شریفہ میں سے بعض ضروری چیزیں پیش کروں جنہیں میرے نزدیک امت کے لیے وصایا کی حیثیت حاصل ہے۔ خطبوں کے متعلق تمام روایات کو یکجا کر کے اہل علم و تحقیق اس نتیجے پر پہنچے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں تین خطبے ارشاد فرمائے۔ پہلا ۹ ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں، دوسرا ۱۰ ذی الحجہ کو منیٰ میں اور تیسرا ۱۲ ذی الحجہ کو منیٰ میں۔ ان میں بعض مطالب کو اپنی اہمیت کے پیش نظر دہرایا گیا مگر انداز مختلف تھا۔ میں انھیں بلحاظ ترتیب و مطالب یہاں پیش کروں گا۔ مناسب یہی معلوم ہوا کہ عربی عبارتیں نہ لکھوں اور مطالب اردو میں بیان کر دوں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عالمگیر مُساوات

عرفات کے خطبے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جاہلیت کی تمام بیہودہ رسموں اور تمام ناروا دستوروں کے خاتمے کا اعلان کیا اور پھر فرمایا:

لوگو! سن لو کہ تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے (یعنی آدم) عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر گورے کو کالے پر کوئی فضیلت و برتری نہیں مگر صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنا پر۔

یہ حقیقت میں اعلان تھا کہ انسان کی فضیلت نہ خاندان پر موقوف ہے اور نہ نسل، خون یا رنگ پر، نہ کسی خاص ملک یا قوم کا باشندہ ہونا اس بارے میں معیار بن سکتا ہے نہ اچھا لباس، عالیشان مکان یا دولت و ثروت کے انبار کسی کو بڑا بنا سکتے ہیں، محض علم یا عہدہ و منصب بھی بڑائی کا وسیلہ نہیں بن سکتا۔ املاک کی فراوانی بھی اس باب میں قطعاً سودمند نہیں ہو سکتی۔ بڑائی اور بزرگی صرف تقویٰ، پرہیزگاری، حسنِ عمل اور فضیلتِ اخلاق پر منحصر ہے۔

آپ نے غور فرمایا کہ اس مختصر سے ارشاد نے عالم انسانیت کے نقطۂ نگاہ میں کتنا عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا جس کی کوئی مثال اس سے پیشتر نہیں ملتی۔ پہلے انسانوں کا مطمحِ نظر کیا تھا؟ کسی خاص نسل یا رنگ یا خون سے وابستگی، دولت جمع کرنے کا جنون، عالیشان مکان بنانے کا اضطراب، بڑے عہدے اور منصب حاصل کرنے کے لیے تگ و دو، ملک فتح کر لینے کا زور، ان تمام چیزوں کے لیے کشمکش کے ہنگاموں اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ انسانوں پر تفرقہ، بغض و عداوت اور نفرت پیدا ہو وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے درپے رہیں اونچے مناصب پر پہنچ جائیں تو اختیار و اقتدار سے فائدہ اٹھا کر دولت سمیٹیں، رشوتیں لیں۔ لاکھوں بے وسیلہ مساکین کچلے جائیں اور دنیا میں امن مفقود رہے۔ قومیں قوموں سے اور ملک ملکوں سے لڑتے رہیں۔ اور کسی کے لیے اطمینان سے سانس لینے کا موقع پیدا ہی نہ ہو۔ لیکن نکوکاری اور پرہیزگاری کو عالم انسانیت کا نصب العین بنا دینے کے بعد سب کی کوشش یہ ہو گی کہ نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھیں، خدمتِ خلق میں ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں۔ خدا کے بندوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ پیار کریں۔ ان کے امن و راحت کا خیال رکھیں حق و انصاف کی پاسداری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوتی رہے اور دنیا امن سے بھر جائے۔ کتنے رنج و قلق کا مقام ہے کہ جو قوم اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغامِ حق کی داعی اور مبلغ بنائی گئی۔ وہ بھی عملاً اس کی پابندی سے منزلوں دُور ہے۔

اِسلامی اخوت

پھر فرمایا:

دیکھو ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔

نیز فرمایا:

ہاں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ تمہیں جلد خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کی جائے گی۔

دیکھیے مسلمان نوکر ہوں یا آقا، غریب ہوں یا امیر، مفلس ہوں یا دولت مند، معمولی حیثیت رکھتے ہوں یا اونچے درجے پر فائز ہوں، ان میں کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ سب ایک سطح پر ہیں۔ ان سب کے دل میں ایک دوسرے کے ساتھ حقیقی بھائیوں کی سی محبت ہونی چاہیئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرما دیا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو۔ خواہ وہ مظلوم ہو یا ظالم عرض کیا گیا، حضور! مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آگئی مگر ظالم کی مدد کیوں کر ہو؟ فرمایا: جو بھائی ظلم کرے اُسے ظلم سے باز رکھو یہ ظالم بھائی کی امداد ہے۔

مسلمان اس آئینے کو سامنے رکھ کر اپنے اعمال کا محاسبہ کریں تو نتیجہ اس کے سوا کیا ہوگا کہ خفت و ندامت کے مارے سر نہ اٹھا سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برادرانہ محبت و الفت کے لیے ایک کسوٹی بھی تجویز فرمادی یعنی اپنے بھائی کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو جس کی توقع تم اس سے رکھتے ہو۔

باقی رہا گمراہ ہو کر ایک دوسرے کی گردن مارنے کا معاملہ تو میں سمجھتا ہوں تاریخ اسلام میں اس کی اتنی شہادتیں موجود ہیں کہ میرے لیے کچھ عرض کرنا غیر ضروری ہے اور بے خوف و تردید کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان اس گمراہی کے باعث عزت و شرف کے مقام بلند سے محروم ہوئے جن پر وہ اسلام کی بدولت پہنچے تھے۔

اجتماعی زندگی کی بنیادیں

اجتماعی زندگی کی بنیادیں تین ہیں۔ جان کا پاس، مال کی حفاظت، اور آبرو کا احترام۔ انسانوں کے درمیان کشمکشوں اور جھگڑوں،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رنجشوں اور مخالفتوں کے جتنے بھی واقعات آپ کے سامنے آئیں ان کا تجزیہ کیا جائے تو تہ میں جان، مال اور آبرو کے بارے میں کم از کم بے احتیاطی کے سوا اور کوئی چیز نہ نکلے گی۔ آج دنیا ان تین بنیادوں پر قائم رہنے کا پختہ عہد کر لے تو سارے جھگڑے مٹ سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین بنیادی چیزوں کی حفاظت کا معاملہ بھی آخری حد تک پہنچا دیا فرمایا:۔

لوگو! تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں قیامت تک کے لیے اسی عزت و حرمت کی مستحق ہیں جس طرح تم آج کے دن (یوم حج) اس مہینے (ذی الحجہ) اور اس شہر (مکہ) کی حرمت کرتے ہو۔

امن و سلامتی کی راہ

عربوں میں بدلے کا دستور عام تھا ایک خون ہو جاتا تو انتقام کا لامتناہی سلسلہ چھڑ جاتا صرف عرب ہی نہیں بلکہ دنیا میں خادموں اور غلاموں کے ساتھ حد درجہ برا سلوک کیا جاتا۔ عورتوں کے جائز حقوق کا کوئی خیال نہ رکھا جاتا۔ سود در سود نے ضرورت مندوں کے لیے زندگی اجیرن بنا رکھی تھی انہی وجوہ سے امن و سلامتی کی راہ ظلم و جبر کے اندھیرے میں گم ہو گئی تھی۔

حضور صلعم نے فرمایا:

میں زمانہ جاہلیت کے تمام خون (خون کے بدلے) آج مٹا رہا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان میں ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون باطل کرتا ہوں۔

۲- اپنے غلاموں کا خیال رکھو، جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ، جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ۔

۳- عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو جس طرح تمہارے حق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے حق تم پر ہیں۔

۴- میں جاہلیت کے تمام سود باطل قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان میں سے عباس بن عبدالمطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔

گمراہی سے بچنے کا وسیلہ

پھر فرمایا: میں تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں جسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو گمراہ نہ ہو گے یہ اللہ کی کتاب (قرآن مجید) ہے۔

دیکھیے یہ کتاب مسلمانوں کی ہدایت و سعادت کا سرچشمہ تھی اسی کے مطابق عمل نے ملتِ اسلامیہ کو عالم انسانیت کی امامت کے درجۂ عالیہ پر پہنچایا۔ آج اسی کو مسلمانوں نے پس پشت ڈال رکھا ہے وہ مختلف سہارے ڈھونڈتے ہیں جدھر سے کوئی اچھی صدا سنتے ہیں یا بطور خود سمجھ لیتے ہیں کہ صدا اچھی ہے ادھر ہی بے تحاشا دوڑتے ہیں لیکن اس پاک کتاب کی طرف متوجہ نہیں ہوتے جو انہیں گمراہی سے محفوظ رکھنے کا واحد اور بہترین ذریعہ ہے۔ آخر میں فرمایا:-

لوگو! نہ میرے بعد کوئی اور پیغمبر ہے اور نہ کوئی نئی اُمّت وجود میں آنے والی ہے۔ خوب سن لو، اپنے پروردگار کی عبادت کرو، پنجگانہ نماز کے پابند رہو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، مال کی زکوٰۃ خوش دلی سے دیا کرو۔ ان اعمال کی جزا یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

تکمیلِ دین

خطبۂ شریف کے اختتام پر فرمایا:- تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا۔ بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟ عرض کیا گیا ہم کہیں گے کہ آپؐ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔ آپؐ نے انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور تین مرتبہ فرمایا۔ اے خدا تو گواہ رہنا۔ پھر لوگوں سے کہا کہ جو اس وقت موجود ہیں وہ انھیں سنا دیں جو موجود نہیں۔ گویا ہر مسلمان کو دائمی حق دار بنا دیا۔ عین اس موقع پر وہ آیت نازل ہوئی جس میں تکمیلِ دین اور منزلِ اتمام کی بشارت دی گئی تھی۔

اب میں نے خطبے یا خطبوں میں سے ایک دو اقتباسات پیش کر دوں گا۔

دین کامل ہو چکا تھا نعمت منزلِ اتمام پہنچ چکی تھی وہ امت وجود میں آ چکی تھی جو روئے زمین پر خلافتِ الٰہیہ کا نادر نمونہ پیش کرنے والی تھی اور جس نے تھوڑی ہی مدت میں زندگی کے ہر دائرے کے اندر عظیم الشان خدمات کے ایسے انبار لگا دیئے جن کی کوئی مثال نہ پہلے موجود تھی اور نہ بعد میں سامنے آسکی عالم انسانیت میں پیشتر بھی بارہا انقلاب آچکے تھے مگر ساتویں صدی عیسوی کے دوسرے عشرے سے جس انقلاب کی ابتدا ہوئی اور حجۃ الوداع پر اس کی تکمیل ہوئی وہ ہر نقطۂ نگاہ سے یگانہ و نادیدہ تھا یعنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سلیمان ندوی مرحوم کے قول کے مطابق ایک نئے نظام نئی شریعت اور نئے عالم کا آغاز ہو رہا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

زمانہ پھر پھرا کے آج پھر اسی نقطے پر آگیا ہے جب اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان پیدا کئے تھے۔

غور کیجیے کہ تاریخ عالم میں جو نیا دور شروع ہو رہا تھا اس کی تعبیر کے لیے اس سے بہتر صورت کیا ہو سکتی ہے کہ زمانہ پھر اسی جگہ آگیا جب اللہ تعالےٰ نے اس کائنات کی تخلیق فرمائی تھی۔

پھر جان و مال اور آبرو کا موضوع ذہن مبارک میں آگیا اور اہمیت کے اعتبار سے اسے دہرانا مناسب سمجھا لیکن اسلوب بالکل نیا اختیار کیا۔ فرمایا :-

"کچھ معلوم ہے آج کون سا دن ہے ؟ لوگوں نے عرض کی " خدا اور رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ کچھ خاموش رہے اور لوگوں نے سمجھا شاید آپ اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے سکوت کے بعد فرمایا " کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں" لوگوں نے کہا " بیشک"

پھر پوچھا " یہ کون سا شہر ہے ؟ لوگوں نے کہا " خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ اس مرتبہ بھی سکوت کے بعد فرمایا کیا یہ بلدۃ الحرام نہیں "؟ لوگوں نے کہا "بے شک"

اس اسلوب خطاب سے مقصود یہ تھا کہ لوگوں کے دل میں قربانی کے دن، حج کے لیے اور مکہ مکرمہ کی حرمت پیوست ہو جائے۔ یہ ہو چکا تو فرمایا :-

تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں اسی طرح قیامت تک احترام کی مستحق ہیں۔ جس طرح تمہارے لیے آج کا دن (قربانی کا دن) یہ مہینہ (حج کا مہینہ) اور یہ شہر (مکہ مکرمہ) احترام کے مستحق ہیں۔

حجۃ الوداع کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کم مدت اس دنیا میں گذاری۔ روایات مظہر ہیں کہ تکمیلِ دین کی آیت نازل ہونے (یعنی ۹ ذی حجہ) سے صرف اکیاسی روز بعد وفات پائی۔ صلی اللہ علیہ وسلم

***

© rasailojaraid.com